بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون نمبر ۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ
ربوہ
ایڈیٹر
روشن دین تنویر
یوم جمعہ
The Daily
ALFAZL
RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۶/۲۱	۶ اخاء ۱۳۴۶ ہش ۔ یکم رجب ۱۳۸۷ھ ۔ ۶ اکتوبر ۱۹۶۷ء	نمبر ۲۲۴

اخبارِ احمدیہ

• ربوہ ۵ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ضروری درخواستِ دُعا

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ہماری چھوٹی آپا سیدہ ام متین صاحبہ چار روز سے بہت بیمار ہیں۔ ان کو گردوں میں سوزش (Infection) ہوگئی ہے جس کی وجہ سے تیز بخار (بعض دفعہ ۱۰۴ ڈگری تک) ہو جاتا ہے۔ کمزوری بہت ہوگئی ہے۔ خاکسار تمام بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ وہ درد دل سے سیدہ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے التزام کے ساتھ خاص دعائیں کریں۔ ڈاکٹر مرزا منور احمد

یورپ میں ایسے احمدی پیدا ہو چکے ہیں جو اپنا سب کچھ اسلام کی خاطر قربان کرنے کے لئے تیار ہیں

مَیں نے اس سفر میں اہلِ یورپ کو بڑی وضاحت سے بتایا کہ صرف اسلام ہی تمہیں تباہی سے بچا سکتا ہے

مجھے ہر جگہ احبابِ جماعت کی آنکھوں میں اخلاص و محبت کے دریا چھلکتے ہوئے نظر آئے

اہالیانِ ربوہ کے سپاسنامہ کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی ایک اہم تقریر

مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۶۷ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یورپ سے کامیاب مراجعت پر ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب ایم۔اے صدر عمومی نے اہالیانِ ربوہ کی طرف سے سپاسنامہ حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا اس کے جواب میں حضور نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ خاکسار سلطان احمد پیر کوٹی رکن شعبہ زود نویسی)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

اس وقت جو ایڈریس پڑھا گیا ہے اس میں ایک تو اُسی

تعلق و اخوت و عقیدت کا اظہار

ہے جو خدائی جماعتیں اپنے امام سے رکھتی ہیں اور دوسری طرف اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ خدا وہ دن جلد تر لائے جب ساری دنیا میں اسلام غالب آجائے اور ہر دل خدائے واحد پر ایمان لانے والا اور اس کی حمد کرنے والا بن جائے اور ہر دل میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت جاگزیں ہو جائے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امام مقرر کیا جاتا ہے اس کے دل میں جماعت کی اور سلسلہ کی محبت پیدا کی جاتی ہے۔ ایسے رنگ میں کہ دنیا کے لئے اس کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے اور جماعت کے دلوں میں اس کے لئے محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا نظارہ مَیں نے ربوہ سے لنڈن تک اور لنڈن سے واپس ربوہ تک اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔

میرا سفر ربوہ سے شروع ہوا

مختلف اسٹیشنوں پر جماعت کے احباب (مرد و زن) مجھے ملے۔ کراچی سے ہم روانہ ہوئے پہلے جہاز طہران (ایران) کے ہوائی اڈہ پر اترا۔ وہاں بھی کچھ احمدی دوست موجود تھے جن سے مل کر انتہائی خوشی ہوئی۔ پھر ہم ماسکو کے ہوائی اڈہ پر اترے، جہاں ابھی تک کوئی احمدی ایسا نہیں تھا جو وہاں ملنے کے لئے آیا ہوتا۔ اس کے بعد فرینکفورٹ (جرمنی) کے ہوائی اڈہ پر جہاز اترا۔ وہاں اپنی مسجد بھی ہے مشن ہاؤس بھی ہے۔ مبلغ بھی ہے چنانچہ ہوائی اڈہ پر پاکستانی احمدی بھی موجود تھے اور جرمن احمدی بھی موجود تھے۔ ان کے چہروں پر جب میری نظر پڑی تو (بلا امتیاز پاکستانی بھی اور وہاں کے رہنے والے بھی) ان کی

آنکھوں میں محبت کے دریا چھلکتے مجھے نظر آئے

اور ان کے لئے میرے دل کی جو کیفیت تھی اس کا بیان کرنا میرے لئے ناممکن ہے۔ پھر ہم زیورک گئے۔ ہیگ گئے۔ ہمبرگ گئے۔ پھر وہاں سے کوپن ہیگن گئے۔ پھر لنڈن گئے۔ پھر گلاسگو گئے۔ گلاسگو سے واپسی پر تھوڑی دیر کے لئے بریڈ فورڈ ٹھہرے اور ہڈرزفیلڈ کی مخلص جماعت میں ایک گھنٹہ قیام کیا۔ بریڈ فورڈ کے گرد تو احمدی جماعتیں پائی جاتی ہیں۔ ان جماعتوں کے دوستوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ لنڈن میں سارے انگلستان کے احمدی وقتاً فوقتاً جمع ہوتے تھے۔ ان سے ملے۔ الوداع کے دن

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

جو نظارہ لنڈن میں مَیں نے دیکھا

ساری عمر اسے فراموش نہیں کر سکتا۔ اس نظارہ کے بعد اپنے دل کی جو کیفیت پائی وہ ناقابلِ بیان ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والی ہے۔ اس نظارہ کا ایک حصہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ ایک بارہ تیرہ سال کا احمدی بچہ مسجد میں کام کرتا تھا وہ نیچے سے پیغام میرے پاس لاتا تھا۔ اور میرا پیغام نیچے لے جاتا تھا جس وقت دعا ہوئی۔ ساری جماعت پر رقت طاری تھی۔ مجھ پر بھی رقت طاری تھی۔ ہم نے جہاں اپنے لئے دعا کی وہاں یہ دعا بھی کی کہ اللہ تعالےٰ ان قوموں کو ہدایت دے اور وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگیں۔ دعا ختم کرنے کے بعد مَیں آنکھیں نیچے کئے چند منٹ کھڑا رہا۔ پھر میں نے اپنے دوستوں کو دیکھا ان کو سلام کیا اسی وقت ہمیں ہوائی اڈہ پر جانا تھا۔ اچانک دائیں طرف جو میری نظر اٹھی تو میں نے دیکھا کہ وہ پیارا بچہ جس کی عمر بمشکل بارہ تیرہ سال کی تھی۔ اس وقت بھی اس کی آنکھوں سے پانی کا دریا بہ رہا تھا۔

واپسی پر ہم پیرس ٹھہرے۔ وہاں ہماری ایسی جماعت نہیں ہے کہ وہ اڈہ پر آکر ہم سے ملتی۔ پھر استنبول ٹھہرے پھر عراق ٹھہرے پھر کراچی آگئے کراچی میں اور پھر راستہ بھر پاکستانی جماعتوں کے دوست ملے۔ ان کے چہروں کو میں نے دیکھا۔ مجھے انہوں نے دیکھا ایک ایسا جذبۂ اخوت و محبت ان کے چہروں پر کھیلتا نظر آیا۔ کہ جو اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا تھا جب تک اللہ تعالےٰ اسے پیدا نہ کرے۔

مجھے جھنگ سے ایک دوست نے خط لکھا کہ ایک غیر احمدی عورت آپ کے ساتھ اسی گاڑی میں سفر کر رہی تھی۔ شورکوٹ میں ہماری جھنگ کی جماعت بھی پہنچی ہوئی تھی۔ شورکوٹ کے ریلوے سٹیشن پر اس عورت کے منہ سے جو فقرے نکلے اور کسی احمدی نے وہ سنے وہ یہ تھے کہ مرید تو بہت دیکھے ہیں پر

اس قسم کے عقیدت مند مرید ہم نے کبھی نہیں دیکھے

اور پیر بھی بڑے دیکھے ہیں۔ مگر ایسا پیر بھی ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ غرض یہ اثر غیر از جماعت افراد بھی لے رہے تھے۔

ملتان میں جماعت بڑی تعداد میں جمع تھی دس شہر کی بھی اور ارد گرد کی جماعتیں بھی۔ پلیٹ فارم جو بہت بڑا ہے وہ سب بھرا ہوا تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ پانچ سات سو یا ہزار احمدی افراد وہاں ضرور ہوں گے۔ ان کی یہ کیفیت تھی کہ جدھر میری نظر اٹھتی تھی وہ خوشی سے اچھلنے لگتے اور سلام کرتے اور ان کے سینوں سے محبت اس طرح نکل رہی تھی۔ اور وہ اس طرح میرے سینے میں جذب ہو رہی تھی کہ ہر لحظہ اللہ تعالےٰ کا فضل نظر آ رہا تھا اور اس کے حضور سر جھکتا چلا جاتا تھا۔

جو جماعتیں اس وقت یورپ میں ہیں

ان کے دل میں بھی اس قسم کے جذبات ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لگائے ہوئے یہ درخت اور ان کے یہ شیریں پھل! اللہ تعالےٰ آپؓ کو اس کی بہترین جزا دے کبھی یہ سوچ کر انتہائی تکلیف ہوتی ہے کہ جو درخت آپ نے لگائے تھے ان کے یہ شیریں پھل آپ نہ دیکھ سکے۔ بہرحال خدا تعالےٰ کی مرضی ہی پوری ہوتی ہے اور ہم اسی کی رضا پر راضی ہیں۔ اسلام کے اللہ کے لئے جو ان کا اللہ ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جو دنیا کے محسنِ اعظم ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جن کے ذریعہ سے انہوں نے اللہ تعالےٰ کو پہچانا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شناخت کیا اور پھر آپ کے خلفاء کے لئے جو محبت ان کے اندر پائی جاتی ہے اس کا آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ جنونی احمدی ہیں جو وہاں پیدا ہو چکے ہیں۔ جو اپنا مال اپنی جان اپنا وقت اپنا سب کچھ خدا تعالےٰ کے لئے اور اسلام کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ انہیں دیکھ کر طبیعت میں بڑی خوشی اور بشاشت پیدا ہوتی ہے اور اپنے رب کی بڑی ہی حمد کرنے کی طرف انسان متوجہ ہوتا ہے۔ وہ بہترین مخلصین کی جماعت ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے۔ ان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے کیونکہ دنیا کے حالات اس وقت بہت نازک ہیں۔

ایک موقعہ پر ایک اخبار کی نمائندہ نے مجھ سے پوچھا۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ یورپ میں اسلام پھیل جائے گا۔ میں نے اسے کہا خیال کیسا! میں تو اس یقین پر قائم ہوں کہ یورپ میں اسلام ضرور پھیلے گا۔ تم لوگ تباہی کے بعد اسلام لاتے ہو یا اسلام لا کر اس تباہی سے بچ جاتے ہو۔ یہ تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ میری یہ خواہش ہے اور میری یہ تمنا ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ تم اس تباہی سے بچ جاؤ اور میں اس غرض سے یہاں آیا ہوں کہ تمہیں یہ بتاؤں کہ اگر تم اپنے اللہ کی طرف اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع نہ کرو گے۔ تو تباہی تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے اور یہ ان پیشگوئیوں کے مطابق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۶۰ سال سے زیادہ عرصہ ہوا اپنے رب سے خبریں پا کر دنیا کے سامنے رکھی تھیں۔

جب میں یہاں سے گیا ہوں اس سے پہلے میرے دل میں
بڑے زور سے یہ تحریک ہوئی تھی

کہ پیشگوئیاں (انذاری) موجود ہیں۔ لیکن وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں ہیں۔ ان کو دنیا کے سامنے اس طرح رکھا نہیں جاتا جس طرح انہیں رکھا جانا چاہیئے۔ اور اب وقت ہے کہ میں وہاں جا کر ان قوموں پر اتمام حجت کر دوں۔ اپنے دورہ کے دوران فرینکفورٹ میں بھی۔ زیورک میں بھی۔ ہیگ میں بھی، ہمبرگ میں بھی۔ کوپن ہاگن میں بھی لنڈن میں بھی۔ گلاسگو میں بھی جہاں بھی میں گیا میں نے بڑی وضاحت سے ان کو یہ بتایا کہ اس قسم کی پیشگوئیاں ہیں اور پھر میں نے ان پیشگوئیوں کی تفصیل کو ان کے سامنے رکھا۔ اور ان کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ اب تمہارے لئے کوئی اور راہ کھلی نہیں۔ اگر تم تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو تم اسلام لے آؤ اور اللہ تعالےٰ کا یہ بڑا ہی فضل ہے کہ اس نے ہر گھر میں یہ پیغام پہنچا دیا۔ نہ مجھ میں یہ طاقت تھی نہ وہاں کی جماعت میں یہ طاقت تھی۔ اور نہ آپ میں یہ طاقت ہے۔ ساری جماعت مل کے بھی اپنے اندر یہ طاقت نہیں رکھتی کہ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو کہ اللہ تعالےٰ کو پہچانو اور اسلام لاؤ۔ ہر گھر میں ہم پہنچا سکتے۔ مگر خدا تعالےٰ نے ایسا معجزہ دکھایا کہ آج میں وثوق اور یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اکثریت کے کانوں تک یہ آواز پہنچ چکی ہے۔ فرینکفورٹ میں جتنے اخبار تھے انہوں نے ہمارے متعلق خبریں شائع کیں۔ انہوں نے لکھا کہ میں یہاں مذکورہ بالا پیغام لے کر آیا ہوں۔ اسی طرح زیورک کے اخبار تھے۔ زیورک میں ایک اخبار ہے جو نہایت ہی متعصب ہے اور اسلام کے خلاف ہمیشہ لکھتا ہے۔ ہمارے مبلغ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ اس کی تردید میں لکھتے ہیں تو وہ اسے شائع نہیں کرتا۔ چوہدری صاحب

پریس کانفرنس سے پہلے

مجھ سے کہنے لگے کہ پتہ نہیں اس اخبار کا نمائندہ آتا ہے یا نہیں۔ اس اخبار کی اہمیت یہ ہے کہ سارے پڑھے لکھے لوگ اس اخبار کو پڑھتے ہیں اشاعت کے لحاظ سے غالباً یہ دوسرے نمبر پر ہے۔ لیکن یہ عوام کا اخبار نہیں بلکہ پڑھے لکھوں کا اخبار ہے اور بڑا سخت متعصب ہے۔ بہرحال پریس کانفرنس ہوئی تو ایک نوجوان اس اخبار کی نمائندگی کرتے ہوئے وہاں موجود تھا اور

اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر یہ ایسا تصرّف کیا

کہ وہ اس کانفرنس میں بھی بیٹھا رہا اور جہاں دوسروں نے بعض سوالات کئے۔ اسنے بھی بعض سوالات کئے اور مَیں نے ان کے جواب دئے اور کانفرنس کے بعد بھی اسنے مجھ سے باتیں کیں اور پندرہ بیس منٹ تک مجھ سے باتیں کرتا رہا اور آخر میں اسنے مجھ سے یہ سوال کیا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعثت کا مقصد کیا تھا اس کے جواب میں مَیں نے کہا کہ مَیں اپنے الفاظ میں تمہیں کیا بتاؤں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی تمہیں آپ کی بعثت کا مقصد بتاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ مَیں دلائل کے ساتھ اس صلیب کو توڑ دوں جس صلیب نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ہڈیوں کو توڑا اور آپ کے جسم کو زخمی کیا تھا۔ اس کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا اور کہنے لگا مجھے حوالہ دکھائیں اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کئے تھے کہ وہ حوالہ میرے پاس موجود تھا۔ مَیں نے چوہدری محمد علی صاحب سے کہہ کر وہ حوالہ منگوایا اور اُسے دکھایا۔ وہ کہنے لگا مَیں نے اس کو نقل کرنا ہے۔ مَیں نے کہا تم اسے بڑی خوشی سے نقل کرو۔ چنانچہ اس نے وہ حوالہ اپنے اخبار میں نقل کیا اور اگلے روز وہ اخبار جو اسلام کے حق میں ایک لفظ بھی نہیں لکھتا تھا۔ اس نے ایک پورا کالم اس کانفرنس کی روئیداد کے متعلق لکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس وہ اس میں لے آیا کہ آپ نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ مَیں اس صلیب کو توڑنے کے لئے آیا ہوں جس صلیب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ہڈیوں کو توڑا اور ان کے جسم کو زخمی کیا سارے احمدی حیران تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا تصرّف اس پر کیا ہے اور اس نے ہمیں ایک معجزہ دکھایا ہے حالانکہ یہ اخبار اسلام کے حق میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا کرتا تھا۔

پھر جب مَیں ہالینڈ میں پہنچا

تو مَیں نے دیکھا کہ ہمارے مبلّغ بہت گھبرائے ہوئے تھے کیونکہ آجکل ان لوگوں میں اسلام کے خلاف بڑا تعصّب ہے اور بعض مبلّغین کا یہ مشورہ تھا کہ پریس کانفرنس نہ بلائی جائے کیونکہ پتہ نہیں کہ وہ کیا سوال کریں گے اور پھر کس قسم کے مضامین وہ اپنے اخباروں میں لکھیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مضامین ہمیں نقصان پہنچانے والے ہوں کیونکہ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ بعض مبلّغین کو مجھے سمجھانا پڑا کہ تم فکر نہ کرو۔ وہ مجھ سے سوال کریں گے اور مَیں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے ان سوالات کے ایسے جوابات دینے کی توفیق عطا کرے گا کہ جو خطرات اس وقت تمہارے ذہن میں ہیں وہ باقی نہیں رہیں گے جیسا کہ شاید مَیں نے ایک خطبہ میں بھی بتایا ہے وہاں ایک نوجوان نے جو غالباً کسی کیتھولک اخبار کا نمائندہ تھا مجھ سے یہ سوال کیا کہ ہمارے ملک میں آپ نے کتنے مسلمان کئے ہیں (سوال تو اس نے بڑے ادب اور احترام سے کیا مگر اس کی آنکھ میں شوخی تھی) اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں جو جواب ڈالا وہ یہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس دنیا میں جتنی زندگی گذاری ہے گو ہمارا اور تمہارا اس بات میں بھی اختلاف ہے لیکن تمہارے نزدیک جتنی زندگی انہوں نے اس دنیا میں گزاری ہے اپنی ساری زندگی میں انہوں نے جتنے اپنے ساتھی بنائے اور عیسائی کئے اس سے زیادہ ہماری جماعت تمہارے ملک میں ہے۔ اس پر حافظ قدرت اللہ صاحب (مبلّغ انچارج) جو پہلے ڈرے ہوئے تھے کہ پتہ نہیں یہ لوگ کیا سوال کریں گے اور ان کے کیا جواب ہوں۔ انہوں نے اسی مجلس میں ہی جزاک اللہ جزاک اللہ اونچی آواز سے کہنا شروع کیا اور مَیں شرمندگی محسوس کر رہا تھا کہ یہ کیا کر رہے ہیں لیکن وہ ان کی پریشانی کا ردِّ عمل تھا کیونکہ وہ بہت ڈرے ہوئے تھے اور جب انہوں نے اس سوال کا یہ جواب سُنا تو وہ بہت خوش ہوئے اور اسی خوشی میں ان لوگوں کے سامنے ہی اونچی آواز سے جزاک اللہ جزاک اللہ کہنا شروع کر دیا۔

ایک جگہ مجھ پر یہ سوال کیا گیا

کہ آپ اسلام یہاں کیسے پھیلائیں گے۔ مَیں نے کہا۔ دلوں کو فتح کر کے۔ پریس کانفرنس میں دو عورتیں بھی تھیں۔ ایک عورت بڑی باوقار تھی وہ بڑے آرام سے مجھے کہنے لگی کہ آپ ان دلوں کو کریں گے کیا۔ مَیں ایک سیکنڈ کے لئے تو پریشان ہوُا کہ ایک عورت کے مُنہ سے یہ سوال نکلا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس کا صحیح جواب سمجھا دے۔ چنانچہ ایک سیکنڈ یا ایک سیکنڈ کے کچھ حصّہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جواب سکھایا جو مَیں نے اُسے دیا اور وہ یہ تھا کہ ہم ان دلوں کو پیدا کرنے والے کے قدموں میں جا رکھیں گے۔ مَیں نے دیکھا کہ میرے اس جواب سے سب نمائندوں پر جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے ایک خاص قسم کا اثر ہوُا۔ اور خود وہ عورت پریس کانفرنس کے بعد بھی قریباً دو گھنٹے وہاں ٹھہری اور اس نے ہمیں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ہمارے مبلغین سے وہ باتیں کرتی رہی۔ وہ چالیس پچاس میل دُور سے آئی ہوئی تھی اُس نے بتایا کہ وہ اپنے اخبار میں ضرور ایک نوٹ لکھے گی۔

وہاں سے جو رپورٹیں آرہی ہیں ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ نہ صرف ڈنمارک میں بلکہ سویڈن اور ناروے میں بھی وہاں کے اخباروں نے تقریب افتتاح مسجد اور پریس کانفرنس وغیرہ کی رپورٹیں شائع کیں اور میرا خیال ہے کہ وہاں سے پندرہ بیس تراشے تو یہاں پہنچ چکے ہیں۔ غرض قریباً ہر جگہ ہر اخبار نے ہمارے متعلق نوٹ شائع کئے اور کسی نے ایسی بات شائع نہیں کی جو ہم نے نہ کہی ہو حالانکہ مَیں ان کے خلاف بول رہا تھا اور اسلام کی طرف انہیں دعوت دے رہا تھا اور اس رنگ میں دعوت دے رہا تھا کہ اسلام لاؤ اگر تم تباہی سے بچنا چاہتے ہو اور پھر بڑا کھُل کر بغیر کسی مداھنت کے مَیں انہیں یہ بات کہہ دیتا تھا۔

ایک جگہ اس قسم کی باتیں ہو رہی تھیں تو مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روس کے متعلق جہاں بعض انذاری باتیں بتائی ہیں وہاں بعض اچھی باتیں بھی تفصیلی رنگ میں آپ کو اس کے متعلق بتائی گئی ہیں چنانچہ آپ کو کشف میں دکھایا گیا کہ ریت کے ذرّوں کی طرح احمدی مسلمان وہاں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور مَیں نے انہیں بتایا کہ اتنے کھلے اور واضح الفاظ میں مجھے یورپ کے متعلق کوئی پیشگوئی نظر نہیں آتی۔ آپ کو یہ تو دکھایا گیا تھا کہ آپ نے چند پرندے پکڑے ہیں مگر یہ کہ ریت کے ذرّوں کی طرح وہاں احمدی پھیلے ہوئے ہیں اس قسم کی پیشگوئی یورپ کے متعلق نہیں اور مَیں اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ

جو تباہی اس وقت دنیا کے سامنے کھڑی ہے

اگر روس والوں نے اپنے رب کی طرف رجوع نہ کیا تو روس کی طاقت تو توڑ دی جائے گی لیکن روسی قوم کی اکثریت اس سے بچالی جائے گی۔ تبھی تو ان میں

اسلام اس کثرت سے پھیلے گا۔ میں نے کہا مجھے تمہاری فکر ہے۔ پتہ نہیں کہ خدا تعالےٰ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہے اس لئے تم اپنی فکر کرو مجھے بھی تمہاری فکر ہے پھر صرف وہاں نہیں بلکہ دنیا میں اللہ تعالےٰ نے میری آواز کو (جو دراصل اس عاجز بندے کی آواز نہیں تھی کیونکہ میں تو اللہ تعالےٰ کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے وہاں گیا تھا اور ایک نہایت ہی ادنیٰ خادم کی حیثیت سے گیا تھا) ساری دنیا میں پہنچا دیا۔ ایڈریس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یورپ میں لاکھوں افراد تک میری آواز پہنچی لیکن آج میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کروڑوں باشندوں تک میری یہ آواز پہنچی۔ ہیمبرگ (جرمنی) میں ہمارا اندازہ تھا کہ ساٹھ ستر لاکھ لوگوں نے مجھے ٹیلیویژن پر دیکھا اور انہوں نے میرے پیغام کو سُنا۔ اب خبر آئی ہے کہ ڈنمارک کی مسجد کے افتتاح کی ٹیلی ویژن کی ریل جرمنی کے ٹیلی ویژن کے سارے اسٹیشنوں پر دکھائی گئی ہے اس کے علاوہ انٹرنیشنل ہک اَپ کے ذریعہ یہ تصویر بعض دوسرے ملکوں میں بھی دکھائی گئی ہے۔ افتتاح کے چھٹے ساتویں روز مجھے نائیجیریا (مغربی افریقہ) سے وہاں کے مبلغ انچارج کا خط آیا کہ ہم نے آپ کو افتتاح کے موقع پر ٹیلیویژن پر دیکھا ہے اور ساری جماعت اس بات پر بڑی خوش ہے کہ افتتاح کا نظارہ یہاں مغربی افریقہ میں بھی پہنچ گیا۔ اور ایک خبر یہ ہے کہ اس ٹیلی ویژن کمپنی نے جس نے افتتاح کے موقع پر تصاویر لی تھیں بتایا ہے کہ

مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک میں

بھی افتتاح کی ٹیلی ویژن کی ریل دکھائی جا رہی ہے۔ ایک ملک میں وہ دو دفعہ دکھائی جا چکی ہے۔ پھر ایک براڈ کاسٹنگ کی ریل تیار کی گئی تھی جو دنیا کے مختلف ملکوں میں نشر ہوئی۔ میرے علاوہ اس میں تین اور دوست بھی تھے جو تین تین چار چار منٹ تک تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ ان دوستوں میں سے ایک عرب بھی تھے جو احمدی نہیں اور انہوں نے عربی زبان میں نہایت اچھے الفاظ میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور دنیا کے مسلمانوں سے یہ اپیل کی کہ دنیا میں صرف یہی ایک جماعت ہے جو اسلام کی خدمت کر رہی ہے۔ سارے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ان کے ساتھ تعاون کریں۔ انہوں نے اپنی مختصر تقریر کو قرآن کریم کی اس آیت پر ختم کیا کہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

تقریر سے قبل انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ میری آواز سارے عرب ممالک میں پہنچ جائے گی کیونکہ اس قسم کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ پرسوں ہی مجھے ڈنمارک سے امام کمال یوسف نے اطلاع دی کہ مراکو میں تین دفعہ مسجد کے افتتاح کی خبر براڈ کاسٹ ہوئی ہے۔ اور ابھی وہ انتظار کر رہے ہیں۔ جُوں جُوں تصاویر ٹیلیویژن پر دکھائی جائیں گی وہ کمپنی ان کو اطلاع دے گی کہ فلاں فلاں جگہ ریل دکھائی گئی ہے۔

ایک دن

بی بی سی کا نمائندہ آ گیا

اور کہنے لگا میں نے آپ کا انٹرویو لینا ہے۔ میں نے کہا تم جو سوال کرنا چاہتے ہو وہ مجھے بتا دو لیکن وہ کہنے لگا بتانے کی ضرورت نہیں میں سوال کرتا جاؤں گا اور آپ جواب دیتے چلے جائیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے وہ انٹرویو لیا اور اس نے بتایا تھا کہ یہ انٹرویو بی بی سی سے دو دفعہ نشر ہوگا۔ یہاں بھی ہم نے اطلاع کر دی تھی لیکن غالباً وقت کی غلطی کی وجہ سے ابھی تک مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی کہ یہاں کسی نے یہ انٹرویو سُنا ہو لیکن ہندوستان سے خطوط آ رہے ہیں کہ ہم نے وہ انٹرویو سُنا ہے اور آج سیرالیون سے بھی خط آیا ہے کہ وہاں بھی دوستوں نے بی بی سی پر وہ انٹرویو سُنا۔ غرض اس طرح ساری دنیا میں اسلام کی آواز پہنچی اور اس پیغام کو لوگوں نے سُنا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کی طرف لے کر آئے تھے۔ یعنی اب اسلام کے غلبہ کا وقت آ گیا ہے اور دنیا کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اسلام پر ایمان لائے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالے۔ اللہ تعالےٰ نے اس آواز کو دنیا میں پھیلا دیا اور کروڑوں آدمیوں کے کانوں تک یہ آواز پہنچ گئی۔ ہم شاید کروڑ روپیہ بھی خرچ کرتے تو اپنے طور پر اس قسم کی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے جس کے سامان اللہ تعالےٰ نے خود بخود اپنی طرف سے پیدا کر دیئے۔

وہاں

اس قسم کا تصرف نظر آتا تھا

کہ نہ جان نہ پہچان لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ ہمارے خادم ہیں۔ ذرا ذرا سی بات میں وہ ہمارا خیال رکھتے۔ جب ان کی ہم پر نظر پڑتی تھی تو ان کے چہروں پر بشاشت پیدا ہو جاتی تھی اور ہر ایک آدمی اپنے کام کو چھوڑ کر ہماری طرف متوجہ ہو جاتا تھا۔ دکاندار بھی ہماری طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور سڑکوں پر چلنے والے بھی۔ میں تو باہر کم ہی نکلتا تھا لیکن جب بھی میں باہر گیا ہوں میں نے یہ دیکھا کہ ہر شخص مجھے پہچانتا ہے۔ ڈنمارک میں ایک دن ہم کوپن ہیگن سے چالیس میل دُور ایک مقام پر گئے وہاں میں نے وہاں کی جماعت کے افراد کو مدعو کیا تھا۔ وہ تعداد میں ۳۵ افراد تھے۔ میں نے اس دعوت کا انتظام باہر ہی کیا تھا اور نیت یہ تھی کہ ان دوستوں نے بڑے پیار اور محبت سے دن اور رات کام کیا ہے اور وہ کام میں اس قدر مصروف رہے ہیں کہ انہیں مجھ سے زیادہ دیر تک گفتگو کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس طرح ملاقات بھی ہو جائے گی اور ان کی دلجوئی ہو گی۔ ہم سارا دن باہر رہیں گے۔ باہم ملاقات میں علاوہ اور باتوں کے کوئی نہ کوئی نصیحت بھی ہو گی۔ ان کو تسلّی بھی ہو جائے گی اور میری طبیعت بھی ایک حد تک سیر ہو جائیگی۔ کچھ سیر کا پروگرام بھی بنا لیا گیا تھا وہاں ایک مشہور قلعہ ہے جسے دیکھنے کے لئے ہم گئے۔ ہم رستہ میں گزرنے والے لوگوں کے پاس سے گزر کر کچھ دُور جاتے تھے تو وہ ہمارے متعلق باتیں کرتے۔ ہمارے ساتھ جیسا کہ میں نے بتایا ہے مرد و زن ملا کر وہاں کے ۳۵ افراد تھے وہ جب گزرنے والوں کی باتیں سُنتے تو بتاتے کہ ان لوگوں نے آپ کو پہچان لیا ہے اور اب آپ کے متعلق ہی وہ باتیں کر رہے ہیں۔ ڈنمارک کی زبان میں خلیفہ کو "خلیفن" کہتے ہیں۔ میرے بھائی عزیزم میاں حنیف احمد صاحب میرے ساتھ تھے وہ بتانے لگے کہ ہمارے پاس سے جو آدمی بھی گزرتا ہے وہ جب چند قدم آگے جاتا ہے تو جو گفتگو وہ کرتا ہے اس کا ایک لفظ مجھے سمجھ آتا ہے اور وہ خلیفن ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہ آپ کے متعلق ہی بات کر رہا ہے۔

ایک چھوٹا سا بچہ تھا

اس نے ہماری تصویریں لینی شروع کیں وہ ہمارے ساتھ ہو لیا اور جب ہم موٹروں سے اترے تو اس نے ہماری تصویریں لیں۔ سیر کے بعد میں اس کی طرف چلا گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے ہماری کتنی تصویریں لی ہیں تو وہ کہنے لگا۔ بارہ[12]۔ اب دیکھو ایک بچّہ کے دل میں کس ہستی نے یہ چیز پیدا کر دی تھی کہ وہ ہم سے تعلق رکھے اور ہم سے محبّت کا اظہار کرے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں کیمرے تھے جنہوں نے ہماری تصویریں لیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید سارے سفر کے دوران پچاس ہزار سے زیادہ کیمروں

نے ہماری تصاویر لی ہوں گی ۔ لوگ اپنے کام بھول کر ۔ اپنا سیر بھول کر ہماری طرف متوجہ ہو جاتے تھے ۔ ان سب لوگوں کے کان میں جو آواز میں نے ڈالی وہ یہ تھی کہ (COME BACK TO YOUR CREATER) یعنی اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو ۔ تم اپنے خدا کو بھول گئے ہو اور اپنی تباہی کے سامان کر رہے ہو ۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرو گے تو ہلاکت تمہارے سامنے ہے ۔

مَیں نے ایک نوٹ یہاں تیار کیا تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ نوٹ میں نے تیار کیا تھا ۔ بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ

خدا تعالیٰ نے وہ نوٹ تیار کروایا تھا

کیونکہ اس کا اکثر حصہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی لکھا جا رہا تھا بعض فقروں کے متعلق تو مَیں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ مضمون میرے ذہن میں نہیں تھا جو لکھا گیا ۔ مَیں ایک فقرہ لکھتا تھا تو اگلا فقرہ خود قلم لکھ جاتی تھی اس مضمون میں بڑا زور ہے چونکہ مَیں اپنے رب کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا ۔ اس لئے ان لوگوں کا کوئی خوف میرے دل میں نہیں تھا ۔ مَیں سچی بات کہنا چاہتا تھا اور کھل کر کہنا چاہتا تھا یورپ کے مبلغین سے میں نے اس نوٹ کا ذکر کیا تو ان سب نے کہا کہ آپ یورپ میں یہ مضمون نہ پڑھیں ۔ ممکن ہے بعض لوگ اس کو بُرا منائیں اور اس کے نتیجہ میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو ۔ انگلستان میں جا کر ایک موقعہ ملا تو میں نے وہ مضمون پڑھ کر سنایا اور یہ موقعہ ایک ڈنر کا تھا جس میں کوئی ۳۰۰ سے زیادہ افراد مدعو تھے ایک بڑا ہال تھا (وانڈزورتھ ہال) جس میں یہ دعوت تھی اس میں اکثریت تو احمدیوں کی تھی ۔ لیکن اندازہ ہے کہ ۴۰ اور پچاس کے درمیان دوسرے لوگ بھی تھے ۔ جن میں سے پانچ سات کے علاوہ باقی سب انگریز تھے ۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ نے اس کا اتنا اثر پیدا کیا کہ جب مَیں نے مضمون ختم کیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارے لوگ مسحور ہو گئے ہیں ۔ اس دوران ان میں سے کسی نے نہ تو حرکت کی اور نہ اُن کی زبان سے کوئی لفظ نکلا انتہائی خاموشی ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر طاری تھی ۔ اسی خاموشی میں مَیں نے ہال کو چھوڑا ۔ کسی شخص نے اس کے دوران اپنی کرسی بھی نہیں ہلائی بلکہ میرے باہر نکل جانے تک بھی کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی یہاں تک کہ جس شخص نے مجھے کار میں واپس لے جانا تھا ۔ اُس نے بھی اپنی کرسی نہ چھوڑی ۔ اور مجھے چند منٹ اس کا انتظار کرنا پڑا تب کہیں جا کر اسے ہوش آیا اور اس نے اپنی کرسی کو چھوڑا ۔ ایک احمدی دوست مجھے کہنے لگے کہ آپ تقریر کر رہے تھے اور ہمیں پسینے آ رہے تھے ۔ میرے پاس ایک انگریز تھا جس نے یہ دیکھ کر کہ یہ کس زبان میں ہم سے کلام کر رہے ہیں حیرت سے اپنا منہ کھولا اور پھر ۵۰ منٹ جب تک کہ تقریر جاری رہی اس کا منہ کھلا رہا ۔ گویا اس کے دماغ پر اتنا اثر تھا کہ وہ عرصہ حیرت میں منہ کھولے بیٹھا رہا ۔ غرض یہ مضمون اللہ تعالیٰ کی عطا تھا اس میں سے بہت سا حصہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے لکھا گیا ہے ۔

اس مضمون کے شروع میں مَیں نے

سورج اور چاند کے گرہن والی پیشگوئی

کے متعلق بتایا کہ یہ پیشگوئی اتنی زبردست ہے کہ کوئی عقلمند اسے سن کر اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ مَیں نے انہیں کہا کہ آپ لوگ پڑھے لکھے ہیں ۔ آپ دیکھیں کہ ۱۳۰۰ سال قبل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ یعنی جو میرا مہدی ہوگا اس کے دو نشان ہوں گے اور وہ یہ کہ چاند اور سورج کو گرہن ہوگا ۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ بہت سے ایسے دعویدار بھی ہوں گے جو میرے مہدی نہیں ہوں گے وہ "مَهْدِيِّنَا" نہیں ہوں گے اور وہ لوگ وہ ہوں گے جن کے لئے سورج اور چاند کو گرہن نہیں ہوگا ۔ اور جس شخص کے لئے سورج اور چاند کو گرہن ہوا اس کا پیغام لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں ۔ تم سمجھدار ہو ۔ عالم ہو بہت سے علوم کے ماہر ہو ۔ تم بتاؤ کہ کیا تمہیں اس کی کوئی مثال دنیا میں نظر آتی ہے ۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر احمدی کو یہ مضمون پڑھنا چاہیئے ۔ اس کا جواب کسی کے پاس نہیں ۔ دُنیا کا کوئی مذہب ہو تم اس کے علماء کے پاس جاؤ ۔ بلکہ جو لا مذہب اور دہریہ ہیں ان کے پاس جاؤ سائنسدانوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ یہ واقعہ ہوا ہے ایک خبر ۱۳۰۰ سال پہلے دی گئی اور وہ ۱۳۰۰ سال کے بعد ایک ایسے شخص کے حق میں پوری ہوئی جس نے مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا لوگ کہتے تھے کہ ہم تجھے کیسے مہدی تسلیم کریں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو ہمارا مہدی ہوگا اس کے لئے چاند اور سورج کو گرہن ہوگا اور چونکہ تمہارے لئے چاند اور سورج گرہن نہیں ہوئے اس لئے ہم تجھ پر ایمان نہیں لاتے ۔ لوگ اعتراض کرتے رہے اور وہ اپنے خدا تعالیٰ کے حضور جھکتا رہا ۔ پھر چار سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے چاند اور سورج کو کہا کہ تم میرے اس پہلوان کے لئے بطور گواہ کے دُنیا کے سامنے حاضر ہو جاؤ اور کہو کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مہدی ہے اور ہم بطور گواہ کے کھڑے ہیں ۔ مَیں نے انہیں کہا کہ بڑا ہی عظیم تھا وہ شخص جس کے منہ سے یہ پیشگوئی نکلی تھی اور بڑا ہی عظیم ہے اس کا وہ روحانی فرزند جس کے حق میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی ۔

دراصل وہ موضوع ایسا تھا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا تھا ۔ اور میں اسے مختلف جگہوں پر مختلف رنگوں میں اور مختلف الفاظ میں بیان کرتا رہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہزاروں پیشگوئیاں کی ہیں اُن میں

پیشگوئیوں کا ایک خاص سلسلہ

بھی ہے جو یکے بعد دیگرے پوری ہوئیں ، وہ ایک زنجیر کی طرح ہیں ۔ ان میں سے ہر پیشگوئی (جب وہ کی گئی) اَن ہونی سمجھی جاتی تھی اور جو پیشگوئیاں ابھی پوری نہیں ہوئیں وہ بھی آج اَن ہونی سمجھی جاتی ہیں مَیں نے کہا کہ اگر میں تمہارے سامنے ان پیشگوئیوں کا ذکر کروں جو پوری ہو چکی ہیں تو تم کہو گے کہ جب یہ واقعات ہو چکے تو تم ہمیں بتانے آئے ہو کہ یہ واقعات پیشگوئیوں کے مطابق ہوئے ہیں اور اگر میں تمہیں وہ پیشگوئیاں بتاؤں کہ جو ابھی پوری ہونے والی ہیں اور اَن ہونی سمجھی جاتی ہیں بظاہر ان کے پورا ہونے کا

کوئی امکان نہیں

تو تم سمجھو گے کہ ایک پاگل شخص ہمارے سامنے بیٹھا ہے اور ہم سے گفتگو کر رہا ہے اس صورت میں بھی تم پر کوئی اثر نہیں ہوگا ۔ لیکن میں تمہیں اچھی طرح بتا دینا چاہتا ہوں

کہ جس طرح پہلی اَن ہونی باتیں پوری ہوگئیں۔ اسی طرح باقی باتیں بھی جنہیں تم اس وقت اَن ہونی سمجھتے ہو پوری ہو جائیں گی۔

مثال کے طور پر

تین پیشگوئیاں

براہ راست روس کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اول زار کی تباہی دوسرے کمیونزم کا وجود اور عروج اور پھر روس میں اسلام کا غلبہ۔ ان تین پیشگوئیوں میں سے پہلی دو پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور تیسری ابھی پوری ہونی ہے۔ مَیں نے ان کو بتایا کہ جس وقت یہ پیشگوئیاں کی گئی تھیں اس وقت زارِ روس کا سیاسی دُنیا میں وُہی مقام تھا جو آج امریکہ کا ہے یعنی دنیا میں قریباً سب سے بڑی طاقت تھا۔ اگرچہ انگریز اپنے آپ کو اس کا رقیب سمجھتے تھے لیکن حقیقت یہی ہے کہ یورپ میں انگریزوں کی نسبت روس کا اثر زیادہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے وقت میں بتایا کہ زار روس جس کو اللہ تعالےٰ نے اس قسم کا اقتدار دیا ہے اس پر ایسی تباہی آئے گی۔ کہ اس کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ بعد میں دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے زار روس کی حکومت کو بالکل مٹا کر رکھدیا۔ اور کمیونزم کے متعلق تو قرآن مجید۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متعدد پیشگوئیاں ہیں کمیونزم کے متعلق جب ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی فرمائی تو کسی کے وہمہ میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ کوئی ایسی سکیم دنیا میں کامیاب ہو جائیگی جو بعد میں اشتراکیت کے نام سے دنیا میں ظاہر ہو گی۔ اور بعد میں اس نے پیشگوئیوں کے مطابق تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس وقت یہ بات اسی طرح اَن ہونی تھی جیسے اس وقت یہ بات اَن ہونی ہے کہ روس میں اسلام پھیل جائے گا لیکن تین باتیں اکٹھی بتائی گئی تھیں جن میں سے دو باتیں یکے بعد دیگرے پوری ہو چکی ہیں۔ اب تیسری پیشگوئی پوری ہونے والی ہے۔ اس لئے تمہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ یہ اَن ہونی بات بھی پوری ہو جائے گی۔

میرا مقصد وہی تھا

جو ایک خادم کا مقصد ہوتا ہے جب آقا اپنے کسی خادم کو کسی کام پر لگاتا ہے تو وہ جس کی طرف بھیجا جاتا ہے وہ اس سے ڈرتا نہیں کیونکہ ذمہ دار وہ ہوتا ہے جس نے اُسے بھیجا ہوتا ہے۔ تو بغیر کسی خوف کے۔ بغیر کسی مداہنت کے۔ مجھے ان کو اچھی طرح جھنجھوڑنے کی اللہ نے توفیق دی۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو بھی یہ توفیق دی ہے کہ وہ میری باتوں کو اپنے اخبارات میں شائع کر دیں اور اس طرح ان لوگوں تک پہنچا ئیں۔ اگرچہ وہ جو کچھ لکھتے تھے وہ ساری بات نہیں ہوتی تھی جو میں کہتا تھا مثلاً ایک کانفرنس ڈیڑھ گھنٹہ کی ہوتی تھی اور وہ اسے مختصر سے الفاظ میں شائع کر دیتے تھے۔ کوئی اخبار کوئی بات لکھ دیتا تھا اور کوئی اخبار کوئی بات لکھ دیتا تھا ان ساری باتوں کا جو نتیجہ نکلتا تھا وہ یہ تھا کہ اسلام کی طرف آؤ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے یہ نتیجہ اور خلاصہ اخبار شائع کر دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کروڑوں آدمیوں تک اس احقر کی آواز کو بھی اور اس احقر کی تصویر کو بھی پہنچا دیا۔ انہوں نے دیکھا بھی اور انہوں نے سنا بھی۔ اور وہ کچھ سنا جو اللہ تعالےٰ آج انہیں سنانا چاہتا تھا

یہ تو اللہ تعالےٰ کا پہلے دن سے فیصلہ ہے

کہ اسلام نشأۃ ثانیہ میں ساری دُنیا پر غالب آئیگا۔ وہ دلائل کے زور سے غالب آئے گا۔ وہ دلوں کو فتح کر کے غالب آئے گا۔ وہ قوموں کو اس قابل بنا کر غالب آئے گا کہ وہ اپنے اللہ کو پہنچاننے لگیں۔ لیکن اگر دُنیا نے اسلام کی طرف توجہ نہ کی (جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔) تو ایک ایسی ہلاکت سامنے کھڑی ہے۔ جو انسان نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ وہ ایسی ہلاکت ہے جو قیامت کا ایک نمونہ ہو گی اور جب وہ واقع ہو جائے گا۔ تو دُنیا کے علاقوں کے علاقے ایسے ہوں گے جہاں سے زندگی ختم ہو جائیگی انسان بھی ختم ہو جائیں گے۔ درندے بھی ختم ہو جائینگے۔ پرندے بھی ختم ہو جائیں گے۔ ان کے علاوہ دوسرے جانور بھی ختم ہو جائینگے۔ ہر قسم کی زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا اُن علاقوں سے

میں نے ان کو بار بار سمجھایا اور مختلف جگہوں پر مختلف رنگوں میں بتایا کہ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی ہے اور ۱۹۰۸ء سے پہلے کی یہ پیشگوئیاں ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں دنیا کا کوئی سائنسدان (خواہ اس کا تعلق جرمنی سے تھا انگلستان سے تھا۔ روس سے تھا۔ امریکہ سے تھا یا کسی اور قوم سے تھا) یہ نہیں کہہ سکتا تھا اور اسکے وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی۔ کہ ایٹم کے اندر کوئی ایسی طاقت ہے جس کا غلط استعمال دنیا کو تباہ کر سکتا ہے اور پھر

اس ایٹم کی طاقت کے نتیجہ میں

ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ دُنیا کے علاقوں کے علاقوں میں زندگی ختم ہوجاتی ہے یہ سوال نہیں ہوتا کہ انسان کتنی تعداد میں مرے یا پرندے کتنے مَرے یا چرند۔ کتنے مرے یا کیڑے مکوڑے کتنے مرے بلکہ اس علاقہ سے زندگی ختم ہو جاتی ہے نہ وہاں انسان باقی رہتا ہے نہ جانور باقی رہتا ہے اور نہ کوئی کیڑا مکوڑا باقی رہتا ہے۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ اس وقت یہ بات ناممکن تھی۔ اس پر سائنسدان ہنستے ہوں گے۔ اور مذاق کرتے ہونگے اور اپنی جہالت کے نتیجہ میں یہ کہتے ہونگے۔ کہ یہ بات کیسے ممکن ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے علاقوں سے زندگی ختم ہو جائے لیکن خود انہوں نے بعد میں ایسی چیز ایجاد کر لی کہ اگر اسکا غلط استعمال ہو جائے تو وہ بات ممکن الوقوع ہو جاتی ہے جس کی خبر پیشگوئی میں دی گئی ہے اور اس تباہی سے بچانیوالا سوائے اسلام کے اللہ کے اور کوئی نہیں۔ بار بار جھنجھوڑ کر میں نے ان کے کانوں میں یہ بات ڈالی اور میں نے اللہ تعالےٰ کے فضلوں اور اسکے پیار کے ایسے نشانات دیکھے ہیں کہ نہ تو ان کا بیان کرنا میرے لئے مناسب ہے اور نہ ان کا بیان کرنا میرے لئے ممکن ہے اور میرے اندر خدا تعالےٰ کا خوف اس قدر شدت اختیار کر گیا ہے کہ میں ہر روز ایک لمبا عرصہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ اے میرے پیار کرنے والے تو میرے ساتھ ہمیشہ ہی پیار کا تعلق رکھ کیونکہ میں تیری ناراضگی دل پینے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں اور اللہ تعالےٰ کے اس پیار کے نمونوں میں سے ایک نمونہ وہ محبت ہے جس کا اظہار بغیر کسی تکلف کے جماعت نے یہاں کیا اور بغیر کسی تکلف کے وہ محبت میرے دل میں زیادہ شدت اختیار کرتی جاتی ہے

انگلستان میں

احمدی دوست بڑے پیار سے میرے پاس آجاتے تھے۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع ہوتی تھیں۔ کبھی میں دونوں نمازیں سوا نو بجے پڑھا دیتا تھا اور کبھی ساڑھے نو یا پونے دس پڑھا دیتا تھا۔ پہلے دن تو میں نے خیال نہ کیا۔ پھر میں نے سوچا کہ ان دوستوں میں سے کوئی تو پچاس میل سے آیا ہے کوئی ساٹھ میل سے آیا ہے کوئی اس سے زیادہ یا کم فاصلہ سے آیا ہے اور صرف اس لئے آیا ہے کہ وہ نماز پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد اُسے پچاس ساٹھ میل کی مسافت طے کر کے اپنے گھر پہنچنا ہے اس لئے ان کا حق ہے کہ میں اپنے آرام کو بلکہ ایک حد تک اپنے دوسرے کام کو پیچھے ڈال دوں اور ان کو سیر کرنے کی کوشش کروں۔ چنانچہ مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد قریباً ہر روز میں نیچے بیٹھ جاتا تھا۔ وہاں ایک بڑا ہال سا ہے اس میں ۶۰۔۷۰۔ ۸۰۔ ۱۰۰ دوست اکٹھے ہو جاتے تھے اور ہماری احمدی بہنیں منصورہ بیگم اور بیگم مرزا مبارک احمد کے پاس بیٹھتیں اور ان کے ساتھ باتیں کرتیں۔ ایک ایک بجے رات تک وہ لوگ وہاں بیٹھتے۔ ایک دن مجھے خیال آیا اور میں نے ایک عام بات کی کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ منافقوں کے علاوہ ہماری جماعت کی مثال سونے کی ڈلی ایسی ہے۔ اگر کوئی گھر کا چھوٹا بچہ سونے کی ڈلی پر پاخانہ کر دے تو کوئی احمق شخص ہی ہوگا جو اسے گندی سمجھ کر باہر پھینک دے ہر شخص اسے صاف کرتا ہے اسے چمکاتا ہے۔ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو سنبھال کر رکھتا ہے۔ پس جہاں کہیں کسی احمدی میں کمزوری نظر آئے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خراب ہے بلکہ اندر سے وہ سونا ہے اگر اس کے باہر کوئی گند نظر آ رہا ہو تو اُسے صاف کرو حقیقت یہ ہے کہ وہ سونا بھی نہیں وہ ایک انمول ہیرا ہے اور دنیا میں اس کے مقابلہ میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی قیمت اس ہیرے جتنی ہو۔ وہ کمزوری دکھاتا ہے بعض دفعہ وہ اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتا۔ بعض دفعہ اسے غصہ بھی آجاتا ہے ہمارا فرض ہے میرا بھی اور میرے دوسرے بھائیوں کا بھی کہ اپنی محبت کے تقاضہ کے ماتحت ہم اس شخص سے پہلے سے زیادہ شفقت اور پیار کریں۔ کیونکہ وہ ہمارے پیار کا مستحق ہے اور یہ کوشش کریں کہ وہ ظاہر میں بھی دنیا کو

ایک چمکتا اور دمکتا ہوا ہیرا

نظر آنے لگے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک منافقوں کا ایک گروہ ہمیشہ اسلام کے ساتھ لگا رہا ہے۔ اور قرآن کریم نے ہمیں ان کے متعلق یہی ہدایت کی ہے کہ ہم ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو بدلنے والا ہے۔ دعا کے نتیجہ میں ان میں سے بہتوں کے دل بدل جائیں گے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو شخص پہلے منافق ہوتا ہے وہ بعد میں ایسا مومن بن جاتا ہے کہ اسے دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ اس کے اندر یہ تبدیلی کیسے پیدا ہو گئی۔ سوائے اس کے کہ کسی دشمن کی وجہ سے جماعت میں فتنہ پیدا ہوتا ہو اور جماعت کے مفاد میں ہو کہ اس عضو کو کاٹ دیا جائے۔ اور یہ آخری حربہ ہوتا ہے اس سے ورے اگر کسی شخص میں کمزوری ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ منافق ہے اور ہمیں اس سے پیار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیں اس کی اصلاح کی ہر وقت کوشش کرنی چاہیئے ۱۹۴۷ء سے پہلے ہم بعض نوجوانوں کو کمزور سمجھا کرتے تھے اور ہر وقت ان کی اصلاح کی کوشش میں لگے رہتے تھے پیار سے بھی اور بعض دفعہ سختی سے بھی لیکن جب ۱۹۴۷ء میں جان دینے کا وقت آیا تو وہی ہمارے پیارے نوجوان تھے جنہوں نے ہتھیلیوں پر اپنی جانوں کو رکھا اور ایسی شاندار قربانیاں دیں کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔ میں بطور مثال یہ بتا رہا ہوں کہ دیکھو یہ وہ لوگ تھے جن کے متعلق ہم ہر وقت یہ سمجھتے تھے کہ یہ منافق ہیں اور ہمیں ہر وقت یہ فکر رہتی تھی کہ ہم ان کی کمزوریوں کو دور کریں لیکن ان کے اندر ایمان موجود تھا۔ اس لئے جب جان دینے کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی جان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ منافق ایسا نہیں ہوتا۔ منافق کی علامت اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ وہ ایسے وقت میں پیچھے ہٹ جاتا ہے لیکن جو بظاہر کمزور ایمان والا ہے وہ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق پاتا ہے کہ اپنے چھپے ہوئے ایمان کو ظاہر کرے اور دنیا کو یہ بتائے کہ الٰہی سلسلہ کا کمزور ایمان والا دوسروں کے اچھے اچھوں سے بھی کہیں اوپر اور بلند ہے۔ وہ رفعت کا مقام رکھنے والا ہے۔

غرض اس دورہ میں

تربیتی امور کی طرف بھی میں نے پوری توجہ دی

رات کے ساڑھے بارہ ایک اور بعض دفعہ دو بج جاتے تھے اور میں اپنے بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتا رہتا تھا، میں تو اس کے بعد اوپر چلا جاتا تھا اور آرام کر لیتا تھا لیکن ان میں سے بہت سے ایسے تھے جنہوں نے ایک گھنٹہ یا اس سے زائد سفر کر کے اپنے گھروں میں پہنچنا ہوتا تھا۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ بعض دوست ایسے بھی ہیں جو اپنے بچوں کو گھروں میں نہیں چھوڑ سکتے پانچ پانچ سات سات یا نو نو سال کے بچے ان کے ساتھ آتے تھے۔ میں نے کہا میں بھی خوش ہوں اور تم بھی خوش ہو۔ اور ان بچوں کی مائیں بھی بڑی خوش ہیں لیکن ان بیچارے بچوں نے کیا قصور کیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھ نہیں سکتے اور تکلیف اٹھا رہے ہیں لیکن وہ دوست اپنے بچوں کا بھی خیال نہیں رکھتے تھے کیونکہ محبت کی وجہ سے وہ سمجھتے تھے کہ بچے اگر تکلیف اٹھالیں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن ہم بہر حال آپ کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور جس محبت کو میں نے ان کے سینوں میں محسوس کیا اور اپنے سینہ میں پایا وہ تو الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر

فدائیت اور ایثار کی روح

عطا کی ہے اور قربانی کا جذبہ ان کے دلوں میں اس قدر ہے کہ جس وقت میں نے اپنا وہ مضمون پڑھا (جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں) تو میں نے کہا کہ اندازہ لگائیں کہ اس پر کیا لاگت آئے گی تا اسے شائع کیا جائے اگلے دن امام رفیق نے مجھے بتایا کہ ہم نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر اسے پچاس ہزار کی تعداد میں شائع کیا جائے تو اس پر ڈیڑھ سو پاؤنڈ یعنی قریباً تین ہزار روپیہ خرچ آئے گا میں نے کہا اگر آپ کے پاس رقم نہیں تو میں اس کا انتظام کر دیتا ہوں۔ آپ اس مضمون کو شائع کر دیں تو وہ مسکرا کے کہنے لگے کہ اس قدر رقم تو جمع ہو گئی ہے چنانچہ وہ مضمون وہاں شائع ہو چکا ہے اور انگلستان کے مربشپ اور بڑے پادری کو بھیج دیا گیا۔ یہ انگلستان کے سب سے بڑے پادری کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ کے سارے ممبروں کے پاس اسے بھیج دیا گیا۔ شاہی خاندان کے تمام افراد کے پاس وہ بھیج دیا گیا ہے اسی طرح لارڈز کے پاس بھی وہ بھیج دیا گیا ہے۔ غرض وہاں کے دوست یہ مضمون چھ سات ہزار پتوں پر روانہ کر چکے ہیں میں نے انہیں ہدایت دی ہے کہ ایک تعداد اس کی دوسرے ملکوں کو بھجوائی جائے اس ہدایت پر عمل کرنے کے بعد جو قریباً پندرہ ہزار کاپیاں ان کے پاس بچ جائیں گی ان کے متعلق ان کی رپورٹ ہے کہ ہم ایک منصوبہ بنا کر یہ تعداد ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائیں گے جن کے متعلق ہم سمجھیں گے کہ انہیں اس سے فائدہ ہوگا۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کے ہاتھوں میں یہ مضمون پہنچانا بھی بڑی قربانی مانگتا

ہے اور جماعت کو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی کہ انہوں نے یہ قربانی دی۔

لنڈن میں جلسہ سالانہ کے موقع پر

اردو میں تقریر کرتے ہوئے میں نے ایک فقرہ کہا تھا جو غالباً واضح نہیں تھا مجھ سے غلطی ہوگئی کہ میں نے اس کی وضاحت نہیں کی۔ میں نے وہاں کہا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان کے بعد انگلستان کی جماعت سب سے بڑی جماعت ہے۔ دراصل میرا اس فقرہ سے یہ مطلب تھا کہ ہندوستان اور پاکستان کے بعد انگلستان کی جماعت اردو بولنے وال سب سے بڑی جماعت ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسے ممالک بھی ہیں جہاں چندہ دہندگان کی تعداد قریباً قریباً پاکستان کے چندہ دہندگان کے برابر پہنچی ہوئی ہے۔

غرض اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس وقت اسلام اور احمدیت کو بڑی کامیابیاں مل رہی ہیں۔ میں ایک چھوٹی سی نصیحت کرنا چاہتا ہوں اور وہ نصیحت یہ ہے کہ میرا مشاہدہ ہے کہ جو شخص عاجزی اور تضرع اور نیستی کے مقام کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بڑا ہی پیار کرتا ہے اس لئے آپ اللہ تعالےٰ کے سوا سب معبودوں کو اور سب بتوں کو جو ہو سکتا ہے کسی کے دل میں ہوں توڑ کر باہر پھینک دیں۔ اور عبودیت کے پیراہن کو پہنیں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالےٰ کتنی قدرتوں وال اور پیار کرنے والی ہستی ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسا کرنے کی ہم میں سے ہر ایک کو توفیق عطا کرے۔

سفر سے واپس آکر

یہاں کام اس قدر زیادہ تھا کہ میں سوائے ایک رات کے ہر روز دو تین بجے رات کے درمیان میں سوتا رہا ہوں۔ پچھلے دنوں مجھے سر درد کی شکایت بھی ہوگئی تھی۔ ملاقات بھی کرنی ہوتی ہے۔ خطوط بھی بہت آرہے ہیں پھر پچھلی ڈاک بھی بہت جمع ہو چکی تھی۔ آج میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچھلی تمام ڈاک دیکھ چکا ہوں۔ اب اس کا کوئی حصہ باقی نہیں۔ سوائے کل کی ڈاک کے جو انشاء اللہ آج ختم کرلوں گا۔

آج کی تقریب کے متعلق میں نے پتہ کیا تو مجھے بتایا گیا کہ مغرب اور عشاء کے درمیان سب کام ختم ہو جائے گا۔ لیکن آپ دوستوں کے چہروں پر جذبات محبت کے جو آثار مجھے نظر آئے انہوں نے مجھے مجبور کردیا کہ میں آپ سے لمبی گفتگو کروں اور اگر اللہ تعالےٰ توفیق دے تو

اپنے دل کا ایک کونہ کھول کر آپ کے سامنے رکھدوں

باقی جو کچھ دل میں ہے وہ سب ظاہر کرنے والا نہیں اور نہ ہی مجھے ایسا کرنے کی خدا تعالےٰ نے اجازت دی ہے۔ ایک دفعہ اللہ تعالےٰ نے مجھے کہا تھا تمثیلی زبان میں کہ

"میرے سارے پیار کو دنیا کے سامنے ظاہر نہیں کرنا"

ہاں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو جماعت کے مفاد میں بتانی پڑتی ہیں اور بعض ایسی ہوتی ہیں جو ذاتی قسم کی ہوتی ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ ہر ایک سے پیار کرتا ہے اور وہ بتائی نہیں جا سکتیں۔ اور نہ وہ بتانی چاہئیں کیونکہ بعض اوقات ان کے بتانے سے نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ ہم میں لاکھوں ہیں جن سے اللہ تعالےٰ پیار کرتا ہے۔ سفر کے دوران جب ایک عیسائی عورت نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ ایک سچے مسلمان اور ایک سچے عیسائی میں کیا فرق ہے تو میں نے اسے بتایا کہ ایک سچے مسلمان کا زندہ تعلق خدا تعالےٰ سے ہوتا ہے اور تم اسے سمجھ نہیں سکتیں جب تک میں اس کی کوئی مثال نہ دوں۔ اور میں نے بڑی تحدی سے کہا کہ اسلام کے سوا باقی ساری دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں پائی جا سکتی۔ میں نے اس عورت سے کہا کہ میں ایک سچی مسلمہ کی ایک مثال تمہارے سامنے رکھتا ہوں ویسے اللہ تعالےٰ کے فضل سے لاکھوں مرد اور عورتیں اور بچے جماعت میں ایسے ہیں جن کی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں اور پچھلی پیشگوئیوں میں بھی یہ بیان کیا گیا تھا کہ اس زمانہ میں بچے نبوت کریں گے اور ہم نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ بچوں کو بھی ایسی خوشخبریاں دیتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے بعض اوقات بعض احمدی بھائی مجھے ملتے ہیں اور وہ اپنا کوئی رؤیا بھی مجھے سنا دیتے ہیں۔ وہ اس رؤیا کو خود تو نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے ذریعے مجھے بشارت دی ہے یا ہدایت دی ہے

میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں

مغربی افریقہ کے ایک دوست نے ایک خواب دیکھی جس کا تعلق مشرقی افریقہ سے تھا یعنی اس خواب کا تعلق ایک ایسے ملک سے تھا جس سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ بہت پریشان تھے جب وہ خواب مجھے پہنچی تو مجھے اس خواب کی تعبیر کا علم تھا ایک شخص کے متعلق میں سوچ رہا تھا کہ اسے مشرقی افریقہ بھجوا دیا جائے۔ اور اس خواب میں یہ بتایا گیا تھا کہ اسے وہاں نہ بھجواؤ۔ حالانکہ میرے اس ارادہ کا علم میرے سوا اور بعض دوسرے متعلق افراد کے سوا کسی کو نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق مغربی افریقہ کے ایک دوست کو اطلاع دی اور اس نے پھر مجھے لکھ دیا۔ پس بعض دفعہ ایسی خوابیں بھی آجاتی ہیں اور دوست وہ خوابیں مجھے لکھ دیتے ہیں۔ میری اپنی ایک بچی نے ایک خواب دیکھا جو وہ خود نہیں سمجھ سکتی تھی۔ اس خواب کے پانچ جزو تھے اور ان میں سے ہر جزو مبشر تھا۔ اس نے گھبرا کر مجھے لکھا کہ میں تو اس خواب کی وجہ سے رات کو سوئی بھی نہیں مجھے نیند نہیں آتی۔ میں نے اس کو لکھا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ تو بڑی اچھی خواب ہے اور اس کے ہر جزو کی تعبیر بڑی مبشر ہے۔ غرض اللہ تعالےٰ نے جماعت پر اس قدر فضل کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمت کو دیکھ کر ہر احمدی کا سر اپنے رب کے حضور ہر وقت جھکا رہنا چاہئیے۔ اور اسے یہ یقین ہونا چاہئیے کہ وہ خود اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں۔ اس میں کوئی خوبی نہیں۔ کوئی مہارت نہیں۔ اس نے ہر چیز اپنے رب سے لینی ہے اور ایسا شخص دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ دنیا کی کسی دولت سے وہ مرعوب نہیں ہوتا۔ دنیا کا کوئی علم اسے اپنی نظروں میں ذلیل اور حقیر نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے مقابلہ میں اسے جو کچھ ملتا ہے وہ اسی ہستی سے ملتا ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی طاقت، دنیا کا کوئی علم اور دنیا کی کوئی دولت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ غرض

بڑے فضلوں کے وارث ہیں آپ لوگ

ہمیں اللہ تعالےٰ کی حمد اور اس کا شکر ہر وقت بجالاتے رہنا چاہئیے تاکہ وہ اپنے فضلوں کو پہلے سے بھی زیادہ بارش کے قطروں کی طرح ہم پر نازل کرے اور ہمیں وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ بنائے ہماری تمام کمزوریوں کو دور کرے اور ہمیں ہماری اپنی غفلتوں سے بچائے۔ ہم خود بھی اپنی غفلتوں سے بچ نہیں سکتے جب تک وہ فضل نہ کرے اور جب بھی دنیا کے ساتھ علم کے میدان میں یا کسی اور میدان میں مقابلہ ہو تو وہ ہمارے پیچھے کھڑا ہو اور جس طرح اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصرت کا اعلان کرتے ہوئے مخالف دشمنوں کو کہا تھا "مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے" ہمارے کان بھی اس کی یہ میٹھی آواز سنتے رہیں کیونکہ جو خدا کا بندہ ہو جاتا ہے اس کے لئے خدا تعالےٰ اپنی قدرتوں کے نشان دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا حقیقی بندہ بنائے!

اس کے بعد حضور نے حاضرین سمیت لمبی دعا کی اور دعا کے بعد عشاء کی نماز پڑھائی۔

درخواست دعا!

خاکسار لمبے عرصے سے گلے میں گلٹیاں نکلنے کی وجہ سے بیمار ہے احباب جماعت کی خدمت میں کامل صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(بشیر احمد محلہ دارالیمین ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲